فقہ التقویم

بین الاقوامی اسلامی کیلنڈر

محمد الیاس

تعارف:

اسلامی تہذیب کا اہم جزو ہونے کے حیثیت سے اور اہم مذہبی ارکان میں عمل دخل ہونے کی وجہ سے اسلامی کیلنڈر (جنتری) ایک اہم کردار کا حامل ہے۔ تاہم موجودہ دور میں اسلامی کیلنڈر ایک موزوں نظام الاوقات (Time System) کے طور پر کام نہیں کر رہا۔ نہ تو مقامی یا علاقائی سطح پر اور نہ ہی عالمی سطح پر۔ یہ بات مندرجہ ذیل امور سے ظاہر ہے:

(الف) مسلم ممالک میں تمام بین الاقوامی امور بذریعہ گریگورین (شمسی) کیلنڈر انجام پاتے ہیں۔

(ب) آغاز رمضان اور عید جیسی اہم تواریخ کے تعین کرنے میں مختلف علاقہ جات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا مسائل کی وجہ سائنس کی سمجھ بوجھ اور متعلق مہارت کی کمی، زیر نظر مسئلے کو سمجھنے میں غلط فہمیاں اور مناسب معلومات یا اعداد و شمار کی عدم فراہمی ہے۔ موجودہ صورتِ حال کی پراگندگی پر قابو پانے اور ایک بین الاقوامی اسلامی کیلنڈر کے موزوں نفاذ کا بنیادی ڈھانچہ کھڑا کرنے کے لئے بین الاقوامی کانفرنس برائے سائنس اور ٹیکنالوجی ۱۹۸۳ء میں تنظیم برائے اسلامی کانفرنس کے تعاون سے منعقد ہوئی۔

مندرجہ بالا مقاصد کے حصول کے لئے ایک مشترکہ بین الاقوامی کوشش کی ضرورت کو محسوس کیا گیا۔ اس کانفرنس میں سائنس یونیورسٹی ملیشیا میں پچھلے دس سال کے دوران کئے جانے والے قابل توجہ اور اپنی نوعیت کے واحد سائنسی کام، جس کا بیشتر حصہ راقم الحروف کی کتاب "A

● ڈاکٹر محمد الیاس، ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسٹرونومیکل ریسرچ یونٹ، یونیورسٹی آف سائنس ملیشیا، منڈین، ۱۱۸۰۰ پینانگ، ملیشیا۔

Modern Guide to Astronomical Calculations of Islamic Calender, Times and Qibla میں موجود ہے اور جس سے کما حقہ فائدہ اٹھانے پر وہاں اتفاق رائے کیا گیا۔

اس پر عملدرآمد کے عملی منصوبے کے تحت میں نے بین الاقوامی اسلامی کیلنڈر کے منصوبے کا آغاز کیا جو کہ بہت سے ممالک کے ماہرین اور مسلمانوں کے رہنماؤں کے زیر بحث رہا ہے۔ اس منصوبہ اور اس کی ترتیب وار تجرباتی بنیاد اور اس کے ارتقاء کی تفصیلی باریکیوں میں جائے بغیر، تشریحی وتوضیحی علاقائی وقومی سیمیناروں اور ورکشاپ کے انعقاد کا سلسلہ اور بالآخر بین الاقوامی کانفرنس برائے اسلامی کیلنڈر کا انعقاد شامل ہے۔ ان تمام اقدامات کا مقصد ایک باہم مربوط قابل نفاذ مشینری کا ارتقاء ہے۔ مؤخر الذکر کے بارے میں متعدد ممالک کے مختلف اداروں، تنظیموں اور مختلف ماہرین کے مابین باہمی تبادلۂ خیالات جاری ہے، مذکورہ بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد ۱۴۱۰ھ (۱۹۹۰ء) کے اختتام پر طے کیا گیا ہے۔

مذکورہ قومی/ علاقائی سیمیناروں، ورکشاپوں کا مقصد جماعتی رہنماؤں اور باصلاحیت معاونین کو متوقع مقامی و علاقائی کیلنڈری کام کا موقع فراہم کرنا ہے۔ مزید برآں علماء پر کیلنڈری سائنس سے متعلق سائنسی میدان عمل کی اہم نئی ترقیات کو عیاں کرنا، خاص طور پر بین الاقوامی قمری کیلنڈر کے لئے نئی دریافت شدہ بین الاقوامی قمری خط تاریخ کا تعارف کرانا ہے۔

ان سیمیناروں کی مدد سے بین الاقوامی کیلنڈری طریقۂ عمل کو واضح سمجھ پیدا ہوگی، اور حسابی نتائج اور حقیقی رویت ہلال کے درمیان فاصلے کو کم کرنے کے عمل کا آغاز ہوگا۔ نیز اس عمل سے موزوں ماہرین کی جماعتوں اور دیگر وسائل کے قومی و علاقائی سطحوں پر ظہور پذیر ہونے میں مدد ملے گی اور اس طرح بین الاقوامی کانفرنس کے انعقاد کے بعد عالمی سطح پر نفاذ کو تسلسل کے ساتھ مؤثر طریقے سے عمل میں لایا جا سکے گا۔

۱۹۸۳ء میں شروع ہونے والے تقریباً دس قومی و علاقائی سیمینار و ورکشاپ برائے بین الاقوامی کیلنڈر پینانگ میں منعقد ہونے والا پانچواں سیمینار تھا۔ اس کا خاص مقصد شمال مشرق ایشیا کے علاقے کا مطالعہ تھا۔ پچیس ممالک اور بین الاقوامی تنظیموں کی شرکت کے ساتھ یہ اس سلسلے کا سب سے بڑا اجتماع تھا۔ اس کی خاص خاص سرخیوں میں کیلنڈری فلکیات پر خطاب اور ایک پبلک لیکچر، علاقے کے کیلنڈری دستوروں پر ملکی رپورٹیں، بین الاقوامی کیلنڈر اور پینانگ میں ایک اسلامی

رصدگاہ کی تعمیر کا کام شامل ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ اس رپورٹ کے مقامی اسلامی کیلنڈروں کے مسائل کو دوسرے علاقوں میں سمجھنے کے لئے اور ایک بین الاقوامی اسلامی کیلنڈر کے لئے بنیاد فراہم کرنے والے ایک کارآمد ریفرنس کے طور پر استعمال کیا جا سکے گا۔

بین الاقوامی اسلامی کیلنڈر: قدرتی نظام

چاند کے نظر آنے کی پیشین گوئی کرنے کی حقیقت سے قریب ترین طریقوں پر مبنی یکساں بین الاقوامی اسلامی کیلنڈر کا امکان عالمی نفاذ کی ایک ترقی یافتہ سطح کو پہنچ چکا ہے۔ اس وجہ سے اب اعلیٰ ترین سائنسی و سیاسی سطحوں پر سنجیدہ کوششوں کی ضرورت ہے۔

اسلامی کیلنڈر اطلاقی فلکیات اور اس سے متعلق بہت سے شعبہ جات مثلاً متحرک اور بشری طبیعات، حیاتی طبیعات اور حسابی و کردی فلکیات کے سنجیدہ استعمال کا ایک مظاہرہ ہے۔ چنانچہ فلکیات مسلمانوں کو ایک خاص چیلنج معلوم ہوا۔ مسلمان سات سو سال تک سائنس کی ترقی پر غالب رہے۔ سائنس، خاص طور پر فلکیات پر مسلمانوں کا غلبہ اتنا مکمل تھا کہ بغداد کے قیام (۷۶۲ء) کے بعد ساڑھے تین سو برس بعد تک کی مدت کے ہر پچاس سال کو مشہور سائنسی مؤرخ جارج سارٹن نے ایک مختلف مسلمان سائنس داں سے منسوب کیا ہے۔

بدقسمتی سے ۱۲۵۸ء میں ہلاکو خان کے ہاتھوں بغداد کا سقوط دنیا کی سائنسی ترقی اور خاص طور پر مسلمانوں کے لئے ایک تباہ کن واقعہ تھا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد Decolonization Phase کے مسلم ممالک نے تعلیم، سائنس اور ٹیکنالوجی کی طرف توجہ دینا شروع کی، چنانچہ ہر سال عیدین کے مواقع پر پیدا ہونے والی ناخوش گوار صورتِ حال حقیقتاً زیادہ حیران کن نہیں ہونی چاہئے کیونکہ یہ بنیادی طور پر اسلامی فلکیات کی صورت حال کو پیش کر رہی ہے۔

قمری کیلنڈر:

وقت کا حساب رکھنے کا نظام اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ انسانی تہذیب، تقریباً تمام قدیم تہذیبوں کا آغاز قمری کیلنڈر سے ہوا مثلاً مشرق وسطیٰ میں بابل، یونانی، رومی، یہودی اور مصری، مغرب میں Aztecs اور ان کا (Incas) اور مشرق میں چینی اور ہندوستانی تقریباً تمام تہذیبوں نے آغاز میں ایک خالص قمری نظام کو اپنایا مگر بعد میں اس کو ایک قمری، شمسی نظام میں تبدیل کر دیا

جس میں کہ بنیادی نظام قمری ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کیلنڈری Intercalation کے معاملات میں رومن پادریوں کے قوت کے غلط استعمال نے قیصر کو برا فروختہ کر دیا۔ حتیٰ کہ اس نے ایک خالص شمسی کیلنڈر کو رائج کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس سے وقت کے حساب پر قمری نظام کی گرفت کم ہو گئی۔ ایک خالص شمسی نظام میں بغیر کسی بیرونی مدد کے یہ معلوم کرنا کہ کوئی غلطی ہو چکی ہے، انتہائی مشکل ہے اور چھوٹی چھوٹی غلطیاں جمع ہو کر کچھ مدت میں ایک بہت بڑی غلطی کو جنم دیتی ہیں اور یہ بعینہٖ ویسا ہی ہے جو کہ جولین شمسی کیلنڈر (رائج کردہ ۴۵ ق م) کے ساتھ ہوا۔ سولہویں صدی کے وسط تک اس میں کل دس دنوں کی غلطی جمع ہوئی تھی، اس غلطی کو ۱۵۸۲ء میں پوپ گریگری نے شمسی تاریخ کو دس دن آگے بڑھا کر درست کیا۔ چنانچہ ۴/ اکتوبر ۱۵۸۲ء کے بعد ۱۵/ اکتوبر ۱۵۸۲ء کی تاریخ آئی۔ یوں اکتوبر ۵ سے اکتوبر ۱۴ تک کی تاریخیں شمسی کیلنڈر میں سے غائب ہیں۔ نیز ایک Non -quad- centennial قاعدہ رائج کیا گیا جس میں فروری میں صرف اٹھائیس دن ہوتے ہیں۔ چنانچہ گریگورین (جدید) شمسی کیلنڈر نے اپنے پہلے چار سو سال مکمل کئے۔ یہاں یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ انگلستان اور اس کی کالونیاں ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور کینیڈا نے ۱۷۵۲ء یعنی ایک سو ستر سال بعد تک گریگری کی پیش کردہ کیلنڈری اصلاح کو نافذ کرنے سے اختلاف کیا۔

شمسی کیلنڈر کے ان پراگندہ مسائل کے بالمقابل قمری کیلنڈر وقت کو بیرونی امداد کے بغیر ناپنے کا ایک زیادہ قابل اعتماد ذریعہ معلوم ہوتا ہے۔ ایک لحاظ سے یہ ایک خود، درستگی کرنے والا نظام ہے جو کہ غلطیوں کو جمع نہیں ہونے دیتا۔ چنانچہ پچاس ہزار سالہ تاریخ میں قمری کیلنڈری نظام نے کبھی کسی قابل ذکر پریشانی کو جنم نہیں دیا نہ ہی کبھی اس کو کسی بڑی درستگی کی ضرورت پڑی۔ آج کے دور میں قمری نظام کے تحت مختلف ممالک کی اسلامی تاریخوں میں پیدا ہونے والا فرق درحقیقت انسانی کم فہمی کا نتیجہ ہے۔

قمری کیلنڈر کو قابل ذکر ترقی اُس وقت ملی جب مسلمانوں نے خالص قمری نظام کو ۶۳۲ء میں اس کی سادہ ترین شکل یعنی بارہ قمری مہینوں کا حتمی دور متعین سال اختیار کیا اس سے پہلے اہل مکہ مختلف مہینوں کی حرمت کو اپنی سہولت کے مطابق رومن Pontiff سے مشابہ طریقے سے تبدیل کرتے تھے۔ واضح قرآنی حکم اس سلسلے میں مندرجہ ذیل ہے:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَاللهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ الله (۹:۳۶)

بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ط قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ط (۲:۱۸۹)

تم سے نئے چاند کو پوچھتے ہیں، تم فرمادو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لئے۔

ہلال کی پہلی رویت کا مشاہدہ کرنے سے (جو کہ بہت سے دوسرے کیلنڈر استعمال کرنے والوں کا ایک زمانے سے طریقہ تھا) اسلامی قمری کیلنڈر مزید آسان اور خودکفیل بن گیا۔

پہلی رویت کے استعمال کی وجہ سے قمری کیلنڈر جو کہ پہلے ہی فلکی میکانیات، کروی فلکیات اور حساب میں مہارت چاہتا تھا، اب مشاہداتی فلکیات اور بصری طبیعات کے لئے ایک سائنسی چیلنج ثابت ہوا۔ مسلم سائنس دانوں کے سارے سنہری دور کے دوران کیلنڈری فلکیات کا وضع کرنا اور رویت ہلال کی پیشین گوئی مسلمانوں کے بہترین سائنسی دماغوں کے لئے ایک شدید مذہبی آزمائشی کام بن گیا۔

مگر اسلامی سائنس کے زوال کے بعد اس میدان میں بہت کم اضافہ کیا گیا۔ شمسی کیلنڈر کی طرف تبدیلی کی وجہ سے خاص طور پر ۱۹ ویں صدی میں قمری کیلنڈروں کی طرف بہت کم توجہ کی گئی

جدید دور میں اگر کسی کیلنڈر کو عملی نقطۂ نگاہ سے استعمال کرنا ہے تو اس کی تاریخوں کو کسی دو جگہوں کے درمیان ایک خط تاریخ کی مدد سے ایک دوسرے سے متعلق کرنا ہوگا۔ دونوں شمسی و قمری نظام بنیادی طور پر مقامی ہیں اور باقی تمام جگہوں کی طرح ۱۷ ویں صدی کے آخر تک یورپ میں وقت اور تاریخ کو ہر جگہ کے مقامی Meridian کے لحاظ سے طے کیا جاتا تھا۔ شمسی نظام کو بلاواسطہ اور کسی حد تک حادثاتی طور پر بین الاقوامی سطح پر ۱۸۸۴ء میں Greenwich کو Prime Meridian قبول کرلیا گیا۔ اس کا اصل مقصد سمندر میں اپنی پوزیشن کو سہولت کے ساتھ متعین کرنا تھا۔ بہرحال بعد میں اس سے بین الاقوامی شمسی خط تاریخ وجود میں آیا۔

دوسرے ممالک نے شمسی خط تاریخ کو رفتہ رفتہ کیلنڈری استعمال کے لئے قبول کرلیا۔ خط تاریخ کے مسئلے پر آکر قمری کیلنڈر کے پاس کوئی جواب نہ تھا اور یہی وہ وجہ تھی جس نے قمری کیلنڈر کو پیچھے چھوڑ دیا اور یہی یعنی بین الاقوامی خط تاریخ برائے قمری کیلنڈر خاص طور پر اسلامی قمری کیلنڈر وہ وجہ تھی جس نے میری توجہ تقریباً دس سال پہلے اس طرف مبذول کرائی۔

خلاصۃً خط تاریخ کے نقطۂ نگاہ سے ایک متحدہ بین الاقوامی اسلامی قمری کیلنڈر کے تین

☆ جلبِ مصلحت کی نسبت مفاسد کو دور کرنا زیادہ بہتر ہے ☆

پہلو ہیں۔ اولاً نئے چاند کی رویت کی فلکیاتی پیشین گوئی کا طریقہ، ثانیاً پیشین گوئی کے طریقے کا عالمی سطح پر استعمال، ثالثاً عالمی (عملی) استعمال اور نفاذ کے مسائل۔ درج ذیل گفتگو میں ان موضوعات پر حالیہ ترقی کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

فلکیاتی پیشین گوئی کا طریقہ:

جیسا کہ پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے تقریباً ہر تہذیب نے کبھی نہ کبھی قمری کیلنڈر کا استعمال کیا ہے۔ بہت سوں نے اس کا استعمال ابھی تک جاری رکھا ہے۔ ہلال کے طلوع ہونے کے ساتھ نئے ماہ کا آغاز کرنا قدیم زمانوں میں بھی ایک قدرتی بات تھی۔ اگرچہ خالص قمری نظام کو آہستہ آہستہ قمری، شمسی نظام میں تبدیل کر دیا گیا لیکن پہلے قابل رویت ہلال کا استعمال کئی تہذیبوں میں جاری رہا اور مسلمانوں نے اس کو مزید جلا بخشی۔

لمبی مدت کے مشاہداتی ریکارڈوں کو استعمال کرتے ہوئے چاند کی پہلی رویت کی پیشین گوئی کے لئے بابل کی تہذیب کے زمانے میں ایک سادہ فلکیاتی قاعدہ وضع کیا گیا تھا۔ یہ بعد کی تہذیبوں کے عام استعمال میں رہا۔ تقریباً چوتھی صدی عیسوی کے لگ بھگ ہندوؤں نے اس مسئلے کو حسابی وطبیعاتی بنیادوں پر پرکھنا شروع کر دیا تھا۔ لیکن شدید محنت کے بعد خالص طبیعاتی بنیادوں پر پیشین گوئی کے طریقے وضع کرنے اور ان کو بہتر بنانے کا سہرا مسلمانوں کے سر رہا۔ یعقوب ابن طارق، حباش، الخوارزمی، موسیٰ، البتانی، الفرغانی، ثابت، الصوفی، الطوسی اس میدان کے چند قابل ذکر نام ہیں۔ بہرحال جیسے جیسے اسلامی سائنس اور فلکیات کا زوال ہونا شروع ہوا پیشین گوئی کے طریقے آہستہ آہستہ پس منظر میں چلے گئے اور تقریباً بیسویں صدی عیسوی کے لگ بھگ یہ مکمل طور پر بھلائے جا چکے تھے۔

اس صدی کے آغاز میں یونان میں جمع کئے گئے مشاہداتی اعداد وشمار کے ذریعے ایک معیار بنانے کی ایک جدید کوشش کی گئی لیکن یہ معیار راقم الحروف کے زیر نظر آنے سے پہلے تک اندھیرے میں ہی رہا۔ راقم الحروف نے تقریباً بارہ سال پہلے اسلامی دنیا کو اس سے روشناس کرایا۔ اسی اثناء میں ایک اور خالص نظریاتی طبیعات کی بنیاد پر ایک طریقہ وضع کیا گیا۔ ایک دوسرے سے غیر متعلق ان دونوں طریقوں کے نتائج میں خطیر اختلاف پایا گیا۔ چنانچہ یہ دونوں استعمال کے لئے

ناقابل اعتماد ٹھہرے۔ بہرحال میں نے اس میں موجود غلطی کی نشان دہی کر لی اور نتیجتاً ایک مشترکہ نظریاتی و مشاہداتی معیار پیش کیا جو کہ ان دونوں مختلف طریقوں پر مبنی تھا۔ میں نے پیشین گوئی کے اس معیار کو مزید بہتر بنایا ہے اور یہ ایک اچھے نکتۂ آغاز کی نمائندگی کرتا ہے اس میں بہت سے متبادل عوامل کا خیال رکھا گیا ہے جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) زمین سے چاند کا فاصلہ۔

(ب) ہلال کی چوڑائی اور روشنی کی مقدار

(ج) غروبِ آفتاب کے وقت مغربی افق پر آسمان کی چمک

(د) قمری پہاڑوں کا (روشنی کو کم کرنے کا) اثر

(ہ) انسانی آنکھ کا روشنی کے فرق کو محسوس کرنے میں کردار وغیرہ۔

مقالہ نگار نے رویت قمری کی پیشین گوئی کے بنیادی معیار پر مبنی دو علیحدہ اور سادہ معیار وضع کئے ہیں جن میں سے ایک کی بنیاد غروبِ آفتاب سے غروب قمر کا فرق ہے۔ اس بنیادی معیار میں مخصوص علاقوں میں شاید معمولی سی تبدیل کی ضرورت پڑے۔ مگر ایک ہموار کیلنڈر کے بنیادی خطوط میں تبدیلی نہیں آنی چاہئے۔

نئے چاند کی عالمگیر رویت اور قمری خط تاریخ:

کسی قابلِ اعتماد فلکیاتی پیشین گوئی کے طریقے (معیار) کو استعمال کرتے ہوئے کسی مخصوص شام کو کسی جگہ چاند کی متوقع رویت اور نئے اسلامی مہینے کے آغاز کا تعین کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے اور آٹھویں صدی اور اس کے بعد کے اسلامی دور میں یہ ایک معمول بھی تھا۔ بہرحال جدید دور میں اس مسئلے کو عالمگیر سطح پر پرکھنے کی ضرورت ہے۔ تمام کروی سطح (اور ہر نئے ماہ کے لئے مسلسل بہت سے دنوں تک) ضروری حساب کتاب کرنے کے لئے کسی اچھے الیکٹرانی کمپیوٹر کی ضرورت ہے۔ بلاشبہ جدید حسابی مشینوں کے بغیر اس قسم کا کام عملی طور پر ناممکن ہوتا اور عالمگیر سطح پر ایسے حساب کتاب کے بغیر ایک عالمی کیلنڈر پر کام کرنا، جو کہ حقیقی دنیا سے قریب ہو اور مذہبی ضروریات کو بھی پورا کرے، ناممکن ہوتا درحقیقت اسلامی قمری خط تاریخ، جو کہ بین الاقوامی اسلامی کیلنڈر کی ریڑھ کی ہڈی ہے، کسی ضرورت اور اس کا بنیادی تصور راقم ۱۹۷۷ء تک وضع کر چکا تھا لیکن ۱۹۷۸ء سے

پہلے جب کہ ایک عظیم کمپیوٹر سسٹم کو استعمال کر کے پہلیجا کے تیار کئے گئے، عالمی رویت قمر اور قمری خط تاریخ واضح نہ تھے، بعد کے آنے والے سالوں میں مسلسل ترقی ہوئی اور بالآخر ایک عالمی اعداد و شمار میرے ۸۴ء میں طبع ہونے والے پرچے "A Moderrn Guide to Astronomical Calculations of Islamic Calender, Times and Cibla" میں شائع ہوئے۔

بہت زیادہ تیکنیکی تفصیلات میں جائے بغیر (جو کہ مذکورہ کتاب میں دی گئی ہیں) ہم عالمگیر حساب کتاب کے نتیجے پر ایک نظر ڈال سکتے ہیں۔ بنیادی مسئلہ دو مقامات ''الف'' اور ''ب'' کے مابین پہلی رویت کے نظریے کا تعلق ظاہر کرنا ہے جبکہ مقام ''ب'' مقام ''الف'' کے مشرق، مغرب، شمال اور جنوب میں سے کہیں بھی واقع ہے۔ بنیادی سوالات جو ذہن میں اٹھتے ہیں وہ یہ ہیں:

(الف) اگر چاند کی رویت مقام ''الف'' پر متوقع ہے تو مقام ''ب'' پر اس کے ساتھ کیا واقعہ پیش آتا ہے؟

(ب) کیا اس (رویت کے متوقع ہونے) میں کوئی جنرل نظام اور تسلسل ہے یا صرف اتفاق پر مبنی ہے؟

(ج) اگر چاند سب سے پہلے مقام ''الف'' پر نظر آیا ہے تو کیا اگلے ماہ بھی وہ پہلی بار مقام ''الف'' پر ہی دکھائی دے گا؟

مندرجہ بالا سوالات کے جوابات حاصل کرنے کے لئے متعلقہ حساب خاصا پیچیدہ ہے۔ مگر اس کا نتیجہ بہت ہی سادہ اور اطمینان بخش ہے۔ اس میں قابلِ غور بات یہ ہے کہ ہر طول البلدی دائرے پر ایک ایسا خاص عرض البلد ہے جس پر رویت ہلال متوقع ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مقام پر مقامی غروب آفتاب کے وقت سب سے پہلے کم سے کم فلکیاتی شرائط پوری اترتی ہیں۔ اس خاص عرض البلد کے مشرق میں رویت ہلال میں تبدیلی تیزی سے کم ہوتی ہے (بڑھتے ہوئے سیاہ قرص) اور اس کی وجہ غروبِ آفتاب کے وقت میں عجلت ہے۔ مغرب کی جانب یہ فرق تیزی سے بڑھتا ہے (بڑھے ہوئے سفید قرص) اور اس کی وجہ مقامی آفتاب میں دیر ہے (جس سے چاند بلند، بڑا اور روشن معلوم ہوتا ہے)۔ چنانچہ وہ خط جو کہ مختلف طول البلدوں پر پہلی رویت کے عرض البلدوں کو ملاتا ہے، (اسلامی) بین الاقوامی قمری خط تاریخ بن جاتا ہے۔

پیشین گوئی کے اس معیار میں موجود معمولی مقدار میں ابہام (جو کہ کسی بھی مشاہدے کی

موروثی صفت ہے) کی وجہ سے بین الاقوامی خط تاریخ کے ارد گرد تقریباً بیس سے تیس ڈگری عرض البلد میں ایک ابہامی علاقہ پایا جاتا ہے۔ اس علاقے کے باہر مغرب کی طرف ہم صاف موسمی حالات کے تحت چاند کے یقینی طور پر دیکھ لئے جانے کی توقع کر سکتے ہیں اور اگلی شام کو اس خط تاریخ کے مشرق کی طرف۔ یہ بات عالمی رویت کو جدید انداز میں سمجھنے کی جانب ایک نیا رُخ پیش کرتی ہے اور اس میں ہمارے مذہبی علماء کی خطیر توجہ کی ضرورت ہوگی۔

بین الاقوامی قمری خط تاریخ اور بین الاقوامی کیلنڈر:

بین الاقوامی قمری خط تاریخ بنیادی طور پر ایک قدرتی خط حد بندی ہے جو کہ اتفاقی طور پر متعین شمسی خط تاریخ سے مشابہ ہے اس سے ہم ہر مقام پر نئے چاند کی مقامی رویت کی بنیادی شرط کو متاثر کئے بغیر مقامی قمری کیلنڈر کو بین الاقوامی شکل میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ بالفاظِ دیگر اگر ہر شخص چاند کی متوقع رویت کی مقامی شرط کو، اپنا مقامی کیلنڈر بنانے میں بغیر کسی کی پروا کئے ہوئے اپنائے تو نتیجہ ایک نظامی اور متحدہ بین الاقوامی اسلامی کیلنڈر ہوگا جس میں عالمی تسلسل بھی پایا جاتا ہوگا۔ مزید برآں چونکہ ایک ایسا پیش حسابی کیلنڈر رویت کی حقیقی صورتِ حال سے قریب ترین ہوگا اس میں حقیقی رویت کی حسابی تاریخوں سے وقتاً فوقتاً اختلاف اور درستگی کی گنجائش ہوگی اور اس کی وجہ سے پورے کیلنڈر پر کوئی بڑا فرق بھی نہیں پڑے گا۔ انتیس دن کا کوئی مہینہ تیس کا ہوسکتا ہے اور پھر اس سے اگلا انتیس کا۔ ایسا اکثر و بیشتر ابہامی علاقے میں ہی ہوگا۔

بین الاقوامی خط تاریخ کو مستطیلی کرۃ الارضی پر بنایا گیا تو معلوم ہوا کہ خط تاریخ ایک عمودی سیدھا خط نہیں ہے۔ زیادہ تر یہ ایک خط خمیدہ ہے جس کا خم اونچے طول البلدوں پر زیادہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بین الاقوامی خط تاریخ کو بلند طول البلدوں پر کیلنڈری استعمال کے قابل بنانے کی ضرورت پڑے گی۔ یہ مسئلہ مستقبل قریب میں خطیر سائنسی و مذہبی غور وفکر کا موضوع بننے والی بہت سی باتوں میں سے ایک ہے۔ عمودی خط تقریب جس میں حسابی بین الاقوامی قمری خط تاریخ کی نوک پر ایک عمودی کھینچ کر عام بین الاقوامی اسلامی کیلنڈر کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، کی صحت کے بہت سے اچھے نکات ہیں جس میں چاند کے ایک واحد قابلِ قبول مشاہدے کا پورے ملک کے لئے کافی ہونے کا فیصلہ شامل ہے۔ پہلا تقریبی دور اور اسی قسم کے دیگر مسائل پر کتاب میں سیر حاصل گفتگو کی

مکروہِ تحریمی وہ فعل ہے جس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے

گئی ہے اور یہاں اس کو دہرانے کی چنداں ضرورت نہیں۔

عیدالفطر اور حج جیسے اہم مذہبی مواقع کو عالمی طور پر، ایک معقول سائنسی طریقے سے منانے کا مسئلہ ہمارے لئے ایک بہت اہم نکتۂ فکر ہوگا۔ عالمی رویت کی شکل کے نئے فہم اور نتیجتاً ''بین الاقوامی قمری خط تاریخ'' وغیرہ کی روشنی میں یہ مشاہدہ کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں کہ یہ ''خط تاریخ'' مقامی تاریخ کو بین الاقوامی تاریخ میں تبدیل کرتا ہے۔ چنانچہ کوئی واقعہ جو کہ خط تاریخ سے شروع ہوا ہو (چوبیس گھنٹوں کے اندر کرۂ زمین کے گرد) عالمی طور پر ''اسی دن'' رونما ہوا ہوگا۔ مگر چاند کی بصری رویت بالخصوص عیدالفطر کی طرح کے بعض مواقع پر، کا سوال مذہبی نقطۂ نگاہ سے برقرار ہے۔ چنانچہ یہ علماء کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ متعلقہ معاملات کو، جن کی نشان دہی مختلف مقامات پر کی گئی ہے، پرکھیں۔

اس سے قطع نظر کہ ہم ہر عیدالفطر یا یکم رمضان کی خاص تاریخیں کس طرح متعین کرنا پسند کرتے ہیں، اسلامی کیلنڈر (اور تمام قمری کیلنڈروں) کا ایک مکمل اور عملی نظام کی حیثیت سے تسلیم کئے جانے کا دارومدار اس کے ایک اہم آہنگ بین الاقوامی اسلامی کیلنڈر کے کامیاب نفاذ پر ہوگا جس کا حساب مسلم دنیا کے تمام علاقوں میں یکساں بنیادوں (متوقع رویت) کی مدد سے کیا گیا ہو۔

بلاشبہ آج کے دور میں مختلف مسلم ممالک کے درمیان تاریخوں کے غیر معقول حد تک فرق (اور نتیجتاً پیدا ہونے والی بحرانی صورتِ حال جس کا سامنا عیدین کے موقع پر ہر سال کرنا پڑتا ہے) کی وجوہات میں بعض لوگوں کا حقیقی رویت اور بعض کے حساب کتاب پر زور دینے سے بڑھ کر مختلف حسابی تغیرات کو دخل ہے۔ حقیقی بصری رویت کو ایک آدھ اہم موقع پر استعمال کرنے سے تاریخوں میں خطیر فرق اس صورت میں پیدا ہوسکتا ہے جب کہ کیلنڈر کا متوقع رویت سے ہٹ کر کسی معیار پر، حساب کیا جائے جو کہ صریحاً غلط ہے اور جس سے کیلنڈر کا حساب غلط ہوگا (اس صورت میں رویت کی کوشش ۲۸ ویں سے شروع ہوگی) جیسا کہ آج کل بہت سے ممالک میں ہو رہا ہے۔

مستقبل کے رجحانات:

مندرجہ بالا گفتگو سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلامی کیلنڈر کو درپیش مسائل بیشتر سائنسی ہیں، اگرچہ کچھ معاملات میں مذہبی نقاط بھی اہم ہیں۔ سب سے ضروری مسئلہ ایک کثیر

المقاصد بین الاقوامی اسلامی کیلنڈر کا یکساں نفاذ ہے۔ بالالفاظِ دیگر اس کا مطلب یہ ہے کہ کیلنڈری تاریخوں کے جدید حساب کتاب میں صرف ''متوقع رویت'' کو بنیاد کے طور پر استعمال کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں کیلنڈری سائنس اور اس سے متعلق فلکیات کی جامع تکمیل کے لئے ضروری سائنسی پہلو بھی تعمیر کرنا ہوں گے۔

گزشتہ پندرہ سالوں کے دوران اس موضوع کے ارتقاء کو دیکھتے ہوئے ہم بلاشک یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ مختلف سطحوں پر کی جانے والی انتہائی کوشش کے نتیجے میں تمام عالم اسلام میں اس ضرورت کی کافی سمجھ پیدا ہو چکی ہے۔ اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ بین الاقوامی اسلامی کیلنڈر کے پروگرام کو فعال بنانے کے لئے عالمی طور پر مربوط کوششوں میں پیش رفت پہلے ہی سے ہوئی ہے۔ چھوٹے پیمانے پر مذاکروں اور مل بیٹھنے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ پینانگ میں ہونے والی یہ مجلس بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ کافی سارے اداروں نے اس کام کو آگے بڑھانے میں دلچسپی لینا شروع کر دی ہے۔ یہ بہت خوش آئند تبدیلیاں ہیں۔ ہمیں فقط اس مقصد کی تکمیل اور بڑھوتری کے لئے صبر کے ساتھ غیر ضروری عجلت سے پرہیز کرتے ہوئے کام جاری رکھنا ہے۔

شاید اس امر کی نشان دہی کرنا ضروری ہے کہ اسلامی کیلنڈری نظام تمام مستقبل قمری کیلنڈروں میں سادہ ترین ہے۔ ایک واحد حسابی/ پیشین گوئی نظام کے نفاذ (اور وقتاً فوقتاً اصلاحات) سے لیکر اس کو عام استعمال کے ایک حقیقی نظام تک خاصا محنت طلب وقفہ ہے اس تجزیے کے اس حصے کو راقم الحروف کے حال ہی میں لکھے گئے اس تنبیہی تبصرے پر ختم کرنا موزوں ہوگا۔

پچھلے چند سالوں میں دو روزہ یا سہ روزہ مذاکروں کے ذریعے سے مسائل کے فوری حل پیش کرنے کا رجحان پایا گیا ہے۔ حل معلوم کرنے کے اس فوری انداز نے فائدے سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ صدیوں پر محیط بے توجہی سے اس میں کارفرما سائنس بھلائی جا چکی ہے اور ضروری طبیعاتی و حسابی مہارت سے بچنے کے لئے ہر قسم کی حسابی Simplifications کو اپنایا گیا اور نتیجتاً آج ان کو تمام جدید اسلامی فلکیات کو دوبارہ سے سیکھنا پڑ رہا ہے۔ یہ عمل آہستہ مگر راسخ اور مستقل ہونا چاہئے۔ جدید سائنسی طریقے کچھ اس طرح ہیں کہ ہمارا آج کا کیا ہوا کام مستقبل میں نظر ثانی اور بہتری کے لئے عیاں ہے۔ ہمارا مقصد کسی مسئلے کے لئے زیادہ راسخ، لمبی مدت پر محیط تلاش کرتے ہوئے، اگر ممکن ہو تو، ایک قابل قبول قلیل مدت پر محیط ایک عبوری حل تلاش کرنا ہوگا۔''

بحر الکاہل ایشیا کے علاقے میں کیلنڈری رواجوں کے درمیان تفاوت

ملکی جائزوں کی بنیاد:

مذاکرے سے کوئی تین ماہ قبل مختص ملکی جائزوں کی تیاری کے لئے مذاکرے کے متعدد شرکاء سے رجوع کیا گیا۔ ان شرکاء کے چناؤ کی بنیاد، کسی بھی شریک مذاکرہ کی سائنسی حقائق اور قومی رواجوں سے آگاہی کے بارے میں ہماری معلومات تھیں۔ ان شرکاء کے چناؤ کے سلسلے میں ہم نے قومی اسلامی تنظیموں سے بھی مدد لی۔

ان شرکاء سے رابطہ قائم ہو جانے کے بعد ہم نے ان کو ان کے ملکی جائزوں کی تیاری کے سلسلے میں ہدایت نامہ مہیا کیا۔ اس بات پر زور دیا گیا کہ ان جائزوں کو مختصر اور موضوع کے مطابق ہونا چاہئے۔ ان جائزوں میں موجودہ کیلنڈری رواجوں اور گزشتہ دس پندرہ سالوں کے دوران اسالیب عمل میں ممکن تبدیلیوں کے بارے میں کافی مواد موجود ہونا چاہئے تھا۔

درخواست کے مطابق یہ جائزے مذاکرے سے ۱۔۳ ہفتہ پہلے موصول ہو گئے۔ ایک گروہ نے ان تمام جائزوں کا مطالعہ کیا اور ان کا ایک خلاصہ تیار کر لیا۔ مذاکرے میں ملکوں کے انفرادی جائزے زبانی طور پر پیش کئے گئے۔ ان پر مزید بحث ہوئی اور ان کو مزید مکمل کیا گیا جس کے بعد جائزوں کے اس خلاصے کو شائع کیا گیا اور مذاکرے کے دوران تمام اراکین کو دے دیا گیا۔ آگے آنے والے جزو میں اس کی مطبع نقل دی گئی ہے۔

جائزوں کی تیاری کے ہدایت نامے کیلئے مندرجہ ذیل تکنیکی معلومات کی ضرورت تھی۔

۱۔ مقامی کیلنڈر کے لئے حساب کتاب میں استعمال کی گئی مندرجہ ذیل سائنسی بنیادیں جن میں سے کوئی ایک نیا مہینہ شروع کرنے کا سبب بنتی ہے۔ (مقامی غروب آفتاب کے وقت پر)

الف۔ نئے فلکیاتی چاند کی پیدائش (Conjunction)

یا۔ (ب) غروبِ آفتاب کے ساتھ یا اس کے فوراً بعد غروب قمر۔

یا۔ (ج) مقامی نصف شب کے بعد غروب قمر۔

یا۔ (د) نئے چاند کے قابل بصر ہونے کی توقع جدید ترین بین الاقوامی بنیادوں (IFMRI) کے مطابق۔

☆ لا ثواب الا بالنیۃ ☆ ثواب کا دارومدار نیت پر ہے ☆ (فقہی ضابطہ)

استنبول میں اختیار کئے جانے والے (۵ ڈگری سے ۸ ڈگری) معیار کے مطابق۔

بعض دوسری بنیادیں۔

یا۔ (ہ) غروب آفتاب کے وقت چاند کی ایک خاص عمر کے استعمال سے

۱۔ صفر گھنٹے

۲۔ ۸ گھنٹے

۳۔ ۱۴ گھنٹے

۴۔ ۲۴ گھنٹے

۵۔ اور دیگر

یا۔ (و) غروبِ آفتاب اور غروبِ قمر کے درمیان وقت کے فرق کے استعمال سے۔

۱۔ ۲ منٹ

۲۔ ۲۰ منٹ

۳۔ ۲۴ منٹ

۴۔ ۵۰ منٹ

۵۔ دیگر

۲۔ وضاحت کریں کہ مکمل اسلامی کیلنڈری (بارہ مہینے) کا حساب ایک واحد طریقے سے کیا گیا ہے یا کیلنڈر کے کچھ حصوں کا مختلف طریقوں سے حساب کیا گیا ہے (مثال کے طور پر بعض مہینوں کا حساب (الف) کے مطابق کیا ہو اور دوسرے حصوں کا (ہ) کے مطابق کیا گیا ہو)۔

اضافی معلومات میں مندرجہ ذیل وضاحتیں شامل تھیں۔

۱۔ کیا مقامی کیلنڈر کی بنیاد عملی طور پر کسی دوسرے ملک کے مطابق ہے؟ (ملک اور ان کی بنیادیں اگر معلوم ہوں تو ان کا تعین کیا جائے)۔

۲۔ کیا عید اور رمضان کی اہم تاریخوں کے تعین کے لئے چاند کا مشاہدہ کیا گیا ہے اور آیا یہ مشاہدہ مقامی طور پر کیا گیا ہے یا کسی دوسرے ملک کے مشاہدے کو استعمال کیا گیا ہے؟

۳۔ کیا حساب کا کوئی اجتماعی نظام آپ کے ملک میں رائج ہے اور آیا ملک کے مختلف حصوں میں مختلف لوگ مختلف استعمال کر رہے ہیں یا نہیں؟

۴۔ کیا ملک میں حساب کرنے کے نظام میں پچھلے دس سے پندرہ سالوں کے درمیان کوئی تبدیلی کی گئی ہے یا نہیں؟

۵۔ اکثر جائزوں میں اس مسئلے سے متعلق مزید تفصیلات پیش کی گئیں۔

ملکی جائزوں پر ایک طائرانہ نظر:

ملکی جائزوں پر مذاکروں کا بنیادی مقصد بحر الکاہل ایشیا کے علاقے کے مختلف ممالک میں کیلنڈری رواجوں کا جائزہ لینا تھا۔ اس سلسلے میں کلیدی شرکاء، جنہوں نے اپنے اپنے ممالک کے جائزے پیش کیے، مذاکرے کے لئے ایک قیمتی سرمایہ ثابت ہوئے۔

مخصوص اسلامی تاریخوں کا مسئلہ (جیسا کہ رمضان کا آغاز، پہلی شوال یعنی عیدالفطر اور ذوالحج کا آغاز) مذہبی نوعیت رکھتا ہے۔ ان کو علماء کا متعین کرنا ضروری ہے۔ چاہے رویت (Rukyah) کے ذریعے ہو چاہے ''حساب'' (اعداد و شمار) کے ذریعے۔ درحقیقت مذاکرے میں اس مسئلے پر بحث کرنے کا کوئی خیال نہ تھا۔ اس کے باوجود جائزوں کے پیش کرنے کے دوران عیدین اور آغاز رمضان کی تاریخوں کے تعین کے مسئلے کو کافی اہمیت دی گئی، یہ مسئلہ اور کیلنڈر کے بنانے کی تکنیک کے دوسرے دلائل مندرجہ ذیل میں سے کم از کم کچھ پر محیط ہیں۔

(الف) ان تین کیلنڈری واقعات سے متعلقہ عبارات کی Dimensicns

(ب) تینوں اہم کیلنڈری مواقع کے ساتھ منتھی ایک عام استعمال کا قمری/ اسلامی کیلنڈر بنانے میں امت اور خاص طور پر شمال مشرقی ایشیائی علاقے کو درپیش مشکلات اور

(ج) وہ مختلف طریقے جو کہ آج کل استعمال کئے جا رہے ہیں اور جو کہ علاقے میں اسلامی کیلنڈری رواجوں میں تنوع اور عدم اتحاد کا سبب بن رہے ہیں۔

کیلنڈری رواجوں میں تنوع کو بنیادی طور پر چار طریقوں (Systems) میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

ا۔ مقررہ کیلنڈری نظام:

یہ Kabisah اور Basitah سالوں والے ایک بیس سالہ Cycle کے کیلنڈر کے استعمال پر مشتمل ہے۔ اگرچہ ان میں چاند کی عمر کی بنیاد پر ایک نظام اپنانے کے لئے مشورہ دیئے

☆الیقین لایزول بالشک ☆ یقین شک کی وجہ سے زائل نہیں ہوتا ☆ (فقہی ضابطہ)

گئے ہیں لیکن اس طرح کے نظام فلپائن میں آج بھی استعمال ہو رہے ہیں۔

۲۔ Rukhay نظام:

کسی مہینے کے آغاز کا تعین صرف ہلال کی رویت (مشاہدے) سے ہوسکتا ہے۔ اگرچہ ۱۴۰۷ھ کے بعد سے راقم کے کئے گئے کام میں بنائے گئے رویت کی کوششوں کے لئے متوقع بصریت کے معیار کو بنیاد بنانے والے، ایک حسابی نظام پر زور دیا جاتا رہا ہے۔ تاہم یہ Prunet دارالسلام کا معمول معلوم ہوتا ہے جہاں ہر مہینے کے لئے مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

۳۔ حسابی نظام:

اس کے دو انداز ہائے فکر ہیں:

(الف) غروب قمر اور غروبِ آفتاب کے درمیان وقت کا فرق استعمال کرتے ہوئے یہ طریقہ جمہوریہ مالدیپ میں استعمال ہوتا رہا ہے اور چند ایک تبدیلیوں کے بعد سالہا سال بعد بالآخر اس طریقے میں غروب آفتاب اور غروبِ قمر کے درمیان ایک منٹ کے فرق کو نئے ماہ کے آغاز کی شرط مان لیا گیا ہے۔

(ب) غروبِ آفتاب کے فوراً بعد غروبِ قمر یا غروبِ آفتاب کے وقت چاند کی بلندی ۲ ڈگری یا اس سے زیادہ ہو، یہ معیار انڈونیشیا کے لوگ آغاز رمضان، شوال اور ذوالحج کی تاریخیں متعین کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

۴۔ دو مختلف بنیادوں کی ایک مشترکہ شکل کو استعمال کرتے ہوئے:

یہ طریقہ ملائشیا میں استعمال کیا جاتا ہے۔ رمضان اور شوال کے مہینوں کے آغاز کا تعین کرنے کے لئے چاند کی آٹھ گھنٹے یا اس سے زیادہ عمر کا معیار استعمال کیا جاتا ہے۔

دوسرے ممالک میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں مختلف جماعتوں میں مختلف کیلنڈری رواج ہیں۔ آسٹریلیا میں، اگرچہ موجودہ مالدیپ میں نظام زیادہ مستحکم ہوا ہے مگر چونکہ رویت کے لئے چاند کی ضروری عمر اور غروبِ آفتاب و غروب قمر کے درمیان فرق کے بارے میں مختلف آراء

☆ الضرورات تبیح المحظورات ☆ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں ☆

ہیں، کوئی ہم آہنگ نظام نہیں۔ سری لنکا میں بھی مختلف علاقوں میں مختلف کیلنڈری رواج ہیں۔ اس کے برعکس میں فلکیاتی مراکز سے حاصل کردہ اعداد و شمار کے مطابق کیلنڈری تاریخ کا حساب کیا جاتا ہے۔ یہ صرف یہ بات معلوم کرنے کے لئے کیا جاتا ہے کہ آیا چاند کی رویت ٹھیک ہے یا نہیں۔ لیکن عید کا منانا اور یکم رمضان کا تعین حقیقی رویت سے کیا جاتا ہے۔ سنگاپور کے مسلمان مکمل طور پر "حساب" پر انحصار کرتے ہیں جو کہ "حساب فلک سیارے" پر مبنی ہے اور اس بات پر جکارتہ میں (۱۱/ جولائی ۱۹۷۴ء) انڈونیشیا، ملائشیا اور سنگاپور کے نمائندہ علماء میں مشترکہ طور پر اتفاق رائے ہوا تھا۔

کیلنڈری نظاموں کے فرق اور تنوع، جو کہ اوپر بیان کئے گئے ہیں، پر زیادہ زور نہیں دیا جا سکتا اور ہم عدم اتحاد کی موجودہ تصویر بھی اُمت کی موجودہ حالت کو مزید کمزور کر سکتی ہے البتہ مندرجہ ذیل باتوں کی تصریح جاننے کے لئے مستحکم جذبات اور سوچ ضرور نظر آتے ہیں۔

(الف) ہمارے، اور ابتدائیے کے طور پر کم از کم شمال مشرق ایشیائی علاقے کے، کیلنڈری رواجوں کے عیاں فرق کا کوئی حل کیا جائے۔

(ب) ایک ہم آہنگ کثیر المقاصد اسلامی کیلنڈری کی ترقی یا اور

(ج) اسلامی کیلنڈر سے متعلق مسائل کو حل کرنے کے لئے متعلق گروہ۔ سائنس دان/ اسلامی فلکیاتی ماہرین، علماء، مختلف جماعتوں کے سربراہوں اور اگر مناسب ہو تو حکومت کی ایجنسیوں کی باقاعدہ مشترکہ میٹنگ کا انعقاد کیا جائے۔ (جیسا کہ موجودہ سیمینار ورکشاپ میں کیا جا رہا ہے)۔

ورکشاپ کا اجماع اس بات پر ہوا کہ علاقے میں موجودہ مسلمان حکومتوں اور جماعتوں کی توجہ چاند کی متوقع رویت کے تعین کے معیار کو اپنانے کی طرف دلائی جائے۔

"بین الاقوامی قمر خط تاریخ" اسلامی کیلنڈری رواجوں کی ہم آہنگی کی بنیاد:

قدیم اور جدید فلکیاتی ماہرین کے زیر استعمال قمری مشاہداتی معیار کا میں نے مطالعہ کیا اور اب تک کے پیش کردہ نظریاتی اور مشاہداتی انداز فکر کے ساتھ ملا کر اس کو بہتر بنایا ہے، اس معیار کا ارتقاء دیگر سائنسی ارتقاء کی مانند ایک نشوی اور کلی عمل ہے جو کہ مسلسل وقتاً فوقتاً بہتر ہوتا چلا جاتا ہے۔ ایک عالمی ہم آہنگ اسلامی کیلنڈر کے اجزاء مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ چاند اور سورج کی Position کے حساب کرنے کا ایک تفصیلی نظام۔

۲۔ (الف) نئے چاند کی متوقع رویت کیلئے ضروری (یا کم سے کم) فلکیاتی شرائط (یا معیار) کا قیام
(ب) معیار میں غلطی کی حدود (شش و پنج) کا تعین کرنا۔

۳۔ عالمی سطح اور قدرتی قمری خطوط تاریخ پر اس معیار کا اطلاق

۴۔ ایک کثیر المقاصد ہموار عالمی اسلامی کیلنڈری (یا بین الاقوامی اسلامی کیلنڈر) کے لئے قمری خطوط تاریخ کا عملی طور پر آسان فہم کرنا۔

۵۔ اہم مذہبی تہواروں کے ایک ہی تاریخ (یا دن) کو منانے کا امکان تاہم اس مسئلے کے مذہبی پہلو پر مطالعے کی ضرورت ہے۔

چاند کے نظر آنے کا انحصار غروبِ آفتاب کے وقت سورج اور چاند کے محل وقوع کے ساتھ ساتھ بصریت کی شرائط مثلاً سورج اور چاند کی Relative Positions ہلال کی چوڑائی، روشنی کی شدت اور Light Detector کی حیثیت سے آنکھ کی اہلیت وغیرہ وغیرہ پر ہوتا ہے۔ استنبول کانفرنس (۱۹۷۸ء) میں اس بات پر اتفاق رائے کیا گیا کہ اسلامی قمری مہینوں کی پہلی تاریخوں کے تعین کرنے کے لئے متوقع قمری بصریت کے اصول کو اپنایا جائے۔ میں نے عام کیلنڈری استعمال کے لئے بہت سی آسان فہم شکلوں کا مطالعہ کیا جن کی بنیاد اسی معاہدے پر تھی۔ چاند کی عمر کے معیار کو استعمال کرتے ہوئے چھوٹے چھوٹے عرض البلد کے لئے ایک قریب ترین معیار حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بڑے عرض البلدوں پر اس معیار میں موسم کے مطابق بہت زیادہ فرق پایا جاتا ہے۔ غروب قمر اور غروبِ آفتاب کے درمیان وقت کے فرق کا معیار بھی بنایا گیا ہے اور چھوٹے عرض البلدوں پر اس کا اطلاق زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ بہت بڑے عرض البلدوں (۵۰ سے ۶۰ ڈگری) پر موسمی تبدیلیاں زیادہ نمایاں ہو جاتی ہیں۔

کرۂ ارض پہ متوقع بصریت کے معیار کا اطلاق کرنے سے ایک ایسا خط حد بندی وجود میں آتا ہے جو کہ بصریت کے معیار پر پورا اترنے والے اور پورا نہ اترنے والے علاقوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کرتا ہے۔ یہ ایک مسلسل اور بنیادی طو پر خمیدہ خط ہے اور بین الاقوامی شمسی خط تاریخ کی مانند یہ قمری خط تاریخ کا کردار ادا کرتا ہے تمام ماہ بہ ماہ یہ خط اپنی جگہ بدلتا رہتا ہے۔ عوام کے لئے عملی طور پر استعمال کرنے کے لئے اس کو کچھ آسان فہم بنانا ضروری ہے۔

ایک ہی مقام پر مختلف فلکیاتی معیاروں کا اطلاق کرنے کا نتیجہ ترتیب وار فرق والے مختلف کیلنڈری نظاموں کی صورت میں ہوسکتا ہے۔ مثال کے طور پر ملائشیا میں ایک ہی کیلنڈر میں دو مختلف معیاروں کو استعمال کرنے کا رواج نئے چاند کی رویت کے لئے تاریخ کا تعین کرنے کے مسئلے کو جنم دے دیتا ہے۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ جس تاریخ کو رویت کا قصد کیا جاتا ہے اس دن فلکیاتی طور پر نیا چاند ابھی پیدا بھی نہیں ہوا ہوتا (اس کا مطلب یہ ہے کہ اس شام کو چاند غروبِ آفتاب سے پہلے غروب ہو چکا ہے)۔

ان معاملات پر احتیاط کے ساتھ اور جلد بازی کئے بغیر غور کرنا چاہیئے۔

اس کے بعد کی بحث میں کچھ کلیدی نکات اٹھائے گئے۔

(الف) وہ معیار جس کا اطلاق کیا گیا ہے اس معیار سے بہت مختلف کیوں ہے جس پر استنبول میں اتفاق رائے کیا گیا تھا؟ یہ Danjon حد پر بے جا زور دینے کی وجہ سے ہوا۔ درحقیقت وہ معیار بھی باطل ہیں جن پر استنبول میں اتفاق رائے کیا گیا تھا اور اس مسئلے کا ذکر ایک بین الاقوامی فلکیاتی رسالے میں شائع کئے گئے ایک تکنیکی مقالے میں ہو چکا ہے۔

(ب) یہ ممکن ہے کہ خمیدہ خط تاریخ کا ہونا عوام کے استعمال کے لئے قابل قبول نہ ہو اس بات پر ایک لمبی بحث ہوئی لیکن ابھی تک کوئی آسان حل قابلِ قبول نہیں ہے۔ مستقبل کے کام میں اس مسئلے پر بحث اور تحقیق جاری رہے گی۔

(ج) ایک مندوب نے غالباً ۱۹۸۷ء میں شام میں ہونے والی فقیہ اکادمی ریزولیشن کا ذکر کیا ہے۔ اس ریزولیشن کے مطابق اگر کسی جگہ پر نئے چاند کی رویت ہوگئی ہے تو مغرب کی طرف تمام دنیا اس دن کو نئے ماہ کا آغاز قبول کرسکتی ہے۔ اکادمی برائے تحقیق اسلامی الازہر بھی اسی قسم کا اصول متعین کرتی نظر آتی ہے۔

علاقے میں موجود مسلمان حکومتوں اور جماعتوں کو یہ مشورہ دیا گیا کہ راقم کے ۸۴ء میں شائع کئے گئے مندرجہ ذیل معیار کو نئے چاند کی قابل قبول رویت کیلئے پہلے قدم کے طور پر اپنایا جائے۔

بنیادی معیار کا خلاصہ:

(الف) (ا) چاند کی بلندی اور اس کا Azimuth فرق۔

☆ ماجاز لعذر بطل بزوالہ ☆ جس کا استعمال عذر کی وجہ سے جائز ہو عذر ختم ہوتے ہی جواز بھی ختم ہو جائے گا

Azimuth فرق	بلندی o(0.5 +)
0^o	10.5^o
10^o	9.2^o
20^o	6.4^o
30^o	4.5^o
40^o	4.2^o
60^o	4.0^o

(الف) (۲) معیار کی تفصیلات۔

(ب) (۱) غروبِ قمر اور غروب آفتاب میں وقت کا فرق۔

عرض البلد	غروب قمر میں کم سے کم تاخیر (منٹ)
0^o	$41 +^o$
30^o	$45 +^o$
40^o	$49 +^o$
50^o	$55 +^o$

(ب) (۲) غروب قمر میں تاخیر کے معیار کی تفصیلات۔

(ج) (۱) چاند کی عمر کا معیار۔

مسلمان حکومتوں اور جماعتوں کو اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ ہر ماہ چاند کی متوقع رویت کے ساتھ ساتھ قمری خط تاریخ کو عوام الناس کے لئے شائع کیا جائے اور مزید یہ کہ چاند کی رویت میں عوام النسا کی شمولیت اور سائنسی شعور بیدار کرنے کے مقصد کے ساتھ مسلمانوں میں ایسی تمام رویتوں کی طلوع مناسب حکام اور جماعتی تنظیموں کو دینے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

☆ الحکم یتبع المصلحۃ الراجحۃ ☆ حکم مصلحتِ راجحہ کے تابع ہوا کرتا ہے ☆

استحسان اور عصری مسائل

ذیل میں ان چند عصری مسائل کی نشاندہی کی جاتی ہے، جہاں استحسان سے استفادہ کیے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔

ا۔ ضرورت مند کو خون منتقل کرنا اور بلڈ بنک کا قیام درست ہے۔ ایک انسان کا خون دوسرے انسان کو منتقل کرنا جائز ہے۔

قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ درست نہ ہو، کیونکہ خون انسانی جسم کا جزو ہے اور انسانی جزو سے فائدہ اٹھانا حرام ہے، نیز خون نجس ہے اور نجس چیز سے فائدہ اٹھانا درست نہیں ہے۔

قرآن سمجھنے کا آسان انداز

اگر آپ چاہتے ہیں کہ
قرآن کا فہم حاصل ہو
قرآن کا پیغام یاد رہے
قرآن کے نور سے سینہ منور ہو
قرآنی تربیت سے کردار کی تعمیر ہو

تو (بغیر فیس) گھر بیٹھے ایسا ہو سکتا ہے

رجسٹریشن جاری ہے

تفصیلات کیلئے رابطہ

جامعہ المرکز الاسلامی
والٹن روڈ لاہور کینٹ' فون: 042-6665682
[بالمقابل ٹویوٹا والٹن موٹرز]

041 666392

موبائل: 0303-6423885,0333-4200558
Email: mutaliah_e_quran@hotmail.com

زیراہتمام تحریک مطالعہ قرآن

☆ ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ ☆ جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔ ☆